جاحظ کی کتاب الحیوان

(متوفی ۲۵۵ھ)

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق

(استاد ادبیاتِ عربی - دہلی یونیورسٹی)

کتاب الحیوان عربی زبان میں جانوروں سے متعلق پہلی کتاب ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ یہ پہلی اور آخری کتاب ہے تو بے جا نہ ہوگا، وجہ یہ ہے کہ مسلمان اہلِ قلم نے اس موضوع سے دلچسپی نہیں لی۔ اس تصنیف سے کوئی ساڑھے پانچ سو سال بعد ایک اور کتاب لکھی گئی جس کا نام حیاۃ الحیوان الکبریٰ تھا، اس کے مصنف مصر کے فقیہ دمیری تھے۔ اس میں جانوروں سے متعلق جو کچھ ہے وہ بیشتر جاحظ کی کتاب الحیوان سے مستعار ہے۔ جاحظ کی کتاب بھی شاید وجود میں نہ آتی اگر خاص حالات ان کو مجبور نہ کرتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جاحظ ادیب ہی نہ تھے، ناقد اور معتزلی بھی تھے، اور اعتزال میں ایک خاص نظریہ کے حامل تھے۔ انھوں نے بہت سے رسالے لکھے جن میں سے اکثر کا موضوع اختلافی مسائل تھا، مثلاً خلافت کا مسئلہ، خلقِ قرآن کا مسئلہ، نبوت اصلی اور نبوت جبلی کا فرق، جن اور فرشتوں میں فرق، انسان اور فرشتوں میں فرق، خوارق کا مسئلہ، عربوں کا غیر عربوں سے موازنہ، مردوں کا عورتوں سے موازنہ، وعد و وعید کا مسئلہ، اور مشبّہ فرقہ کا رد۔ انھوں نے ایسے رسالے بھی لکھے جو اس وقت کے تمدن کو بے نقاب کرتے تھے، مثلاً رسالۃ القیان، رسالۃ فی ذم اخلاق الکُتّاب، اور کتاب البخلاء، انھوں نے ایسے رسالے بھی لکھے جو خالص فنی معلومات سے متعلق تھے جیسے کتاب المعادن، اور کتاب الاوفاق والریاضیات۔ جاحظ کی دو باتیں خاص طور پر ان کے ہم عصر اہلِ علم و قلم کو ناگوار تھیں، ایک تو ان کے

نوٹ:- حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط کا سلسلۂ اشاعت جولائی سے پھر جاری ہوگا۔

ان کے قلم کی تیزی اور دوسرے ان کا عباسی خلفار (مامون، معتصم، واثق، متوکل) اور وزیروں سے تعلق، اور ان حضرات کی ان کے ساتھ داد دہش اور قدردانی کا برتاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد اور بصرہ کے بہت سے محدث، فقہا اور متکلم ان کی علمی شہرت اور ادبی وجاہت کی عمارت گرانے کے درپے ہو گئے، ان کی کتابوں پر اعتراض کی آندھی چل پڑی، کسی نے موضوع پر نکتہ چینی کی، کسی نے ان کے نقد پر، کسی نے اسلوب بیان پر، کسی نے نظریات پر، کسی نے ان کی مذہبیت پر، اور ایسے اللہ کے بندے بھی تھے جو سرے سے کتابی علم کے دشمن تھے اور چاہتے تھے کہ علم صرف حفظ و سماع کے ذریعہ حاصل اور نشر کیا جائے۔

جاحظ نے کتاب الحیوان کی پہلی جلد کا آغاز معترضین کے شکوہ سے کیا ہے اور کوئی دو درجن کتابیں گنائی ہیں جن پر حملے کئے گئے تھے، ان میں سے متعدد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، کچھ تنوع مضمون کی خاطر مگر شاید زیادہ تر طنز و طعن سے متاثر ہو کر جاحظ نے ایک ایسا موضوع اختیار کیا جو نہ تو محض ادبی تھا، نہ محض فنی، نہ مذہبی، اور نہ اخلاقی، یہ موضوع تھا جانور۔ جانوروں پر جاحظ نے علمی یا سائنٹیفک بحث نہیں کی ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے تھے، کیوں کہ جس عہد میں وہ تھے، وہ تجرباتی سائنس کا عہد نہ تھا، اس لئے کسی کو یہ توقع نہ رکھنی چاہیئے کہ اس کتاب میں جانوروں کا مطالعہ اس طرح کیا گیا ہو گا جیسا موجودہ زمانہ میں علم الحیوانات کے ماہر کرتے ہیں۔ بلکہ کتاب میں ہاتھی سے لے کر چیونٹی تک بہت سے پرندوں چرندوں، درندوں اور کیڑے مکوڑوں کے وہ عادات و صفات اور خصائص بیان ہوئے ہیں جو خود مصنف یا دوسرے ماہرین حیوانات نے مشاہدہ کئے تھے۔ لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ اس ضخیم کتاب میں جانوروں سے زیادہ دوسری باتیں بیان ہوئی ہیں۔ جن کو ہم ادبی، لغوی، لسانی، عمرانی اور نفسیاتی عنوان کے تحت رکھ سکتے ہیں۔

جاحظ کا دماغ اور قلم دونوں بہت تیز تھے اور قلم شاید ضرورت سے زیادہ تیز گام تھا اسی وجہ سے اس عہد میں جب کہ لکھنا مطعون اور حفظ و سماع مستحسن و مقبول تھا، جاحظ نے

کتابت کے دریا بہا دئے، ان کی یہ بات ہم عصر علمار کو سخت ناگوار ہوئی اور انھوں نے علم کتابی کی تنقیص اور حفظ کی تحسین پر خوب جوشِ زبان صرف کیا، جاحظ نے کتاب میں اس رویہ کی بھی شکایت کی ہے اور کتابت کی تائید میں عقلی دلیلوں کے علاوہ، قرآن، حدیث، تاریخ واجماع سے مدد لے کر بہت تفصیلی جواب بیس پچیس صفحوں میں دیا ہے۔

بحیثیت مصنف جاحظ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ مواد کی تنظیم وترتیب کے بالکل قائل نہیں ہیں، ایک ہی صفحہ پر دس قسم کی باتیں مضمون زیرِ بحث میں جمع کر دینا ان کے ہاں عام بات ہے، ابھی جانور کا ذکر کر رہے ہیں کہ خصی، قلم، پیشون، جن اور آگ، کا ذکر چھیڑ دیا اور دس بیس شعر پیش کر دئے۔ یہ استطرادات صرف مزہ بدلنے کے لئے ہی نہیں ہوتے بلکہ اکثر مستقل مباحث بن جاتے ہیں جو کبھی کبھی دس، بیس، تیس، چالیس صفحات گھیر لیتے ہیں اور خود اپنے اندر بہت سے استطرادات سمیٹے ہوتے ہیں۔ جاحظ کا یہ انداز خاص ہے، ان کو اس کا شعور ہی نہیں وہ اس کے مبلّغ، مُلقّن اور مدّاح بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سنجیدہ مضمون کو دیر تک نہیں برداشت کیا جا سکتا لہذا دماغی تناؤ کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تفریحی باتیں شروع کر دی جائیں، بنابریں جدّ وہزل، قصے کہانیاں، لطیفے بذلہ سنجیاں، ہنسی مذاق حتیٰ کہ جلنسی اور شہوت انگیز مضامین کا تناسب ان کی کتاب میں بہت ہو گیا ہے۔

۱۔ کتاب الحیوان جاحظ کی مطبوعہ کتابوں میں سب سے ضخیم کتاب ہے، مصنف نے اس کو سات حصّوں میں تقسیم کیا ہے اور میرے پیش نظر جو اڈیشن ہے وہ بھی سات حصّوں میں ۱۳۲۳ھ میں مصر سے شائع ہوا تھا۔ کل کتاب میں تقریباً گیارہ سو صفحات ہیں، کتاب میں تحریف وتصحیف کی بہت سی غلطیاں ہیں، چند نمونے ملاحظہ ہوں:-

۳۶/۳ - ولمّا ولی حارثہ بن بدر سرف	،	صحیح سَرَق
۱۱۴/۳ - قیل نصحاف العبدی	،	صحیح صُحَار العبدی

۱۶۶/۳ - تسمیۃ الفرس بشکود ، صحیح تسمیۃ الفرس ببشبکود

۵۷/۷ - لعمر ابیک ما حمّام کسری علی الباینین من حمّام فیل

ولما ارقاضیا خلف الموالی کنسبتنا علی عهد الرسول

صحیح - لعمر ابیک ما حمام کسری علی الثلثین من حمام فیل

وما ارقالنا حول الموالی بسنتنا علی عهد الرسول

کتاب میں لگ بھگ چھ ہزار شعر اور بہت سے مصرعے بیان ہوئے ہیں یعنی کتاب نثر میں ہونے کے باوجود شعر کا ضخیم دیوان بھی ہے، یہ اشعار زیادہ تر غریب الفاظ اور مشکل ترکیبوں پر مشتمل ہیں، اخلاق و سیرت کو بلند کرنے اور سنوارنے والے اشعار (جن کی تعداد عیون الاخبار میں بہت ہے) بہت ہی کم ہیں، نازک جذبات یا محبت کی ترجمانی کرنے والے اشعار بھی نہ ہونے کے برابر ہیں، کتاب میں ایک بڑا اور مشکل قصیدہ بیان ہوا ہے جس میں ناظم نے بہت سے جانوروں اور ان کی بعض صفات کا ذکر خالق کی ناقابلِ ادراک حکمت سے متاثر ہو کر کیا ہے - زیادہ تر اشعار کا موضوع جانور ہیں، ہجو کے شعر بھی کافی ہیں اور درجنوں میں جنسی اور شہوت انگیز باتوں کا ذکر ہے -

۲ - جانوروں کے بارے میں کتاب میں جو معلومات ہیں ان کا ایک اقل قلیل حصّہ مصنّف کے ذاتی مشاہدات پر مبنی ہے، باقی دیگر ماخذوں سے مستعار ہے - ان ماخذوں میں غالباً زیادہ تر زبانی ہیں یعنی وہ لوگ جو جانوروں کا گہرا ذاتی تجربہ رکھتے تھے - مصنف نے بہت جگہ اس طرح حوالہ دیا ہے : قال صاحب الکلب ، قال صاحب الدیک ، قال صاحب الحمام ، قال صاحب الفرس ، قال صاحب الفیل ، اور کسی کتاب کا نام نہیں لیا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ماخذ غالباً زبانی تھے ، کتاب میں قال صاحب المنطق (ارسطو) کا حوالہ بھی بکثرت آیا ہے - مصنف نے صرف ایک جگہ (۱۹/۲) تصریح کی ہے کہ ارسطو نے حیوانات پر کتاب لکھی تھی جو غالباً اس کے پیش نظر

تھی، اکثر عربی تصانیف میں (بالخصوص تیسری صدی کے بعد) یہ خامی نظر آتی ہے کہ ان میں ماخذ کا حوالہ نہیں ہوتا، مصنف بڑی بڑی عبارتیں دوسری کتابوں سے بلا اعتراف ماخذ اپنی کتابوں میں ضم کر دیتے ہیں۔ جاحظ اس باب میں محتاط اور صالح فکر تھے، انھوں نے اپنی اور دوسروں کی معلومات گڈمڈ نہیں کیں۔

۳۔ مصنف نے بہت سے ایسے چوپاؤں اور پرندوں کا ذکر کیا ہے جن میں کچھ پالے جاتے ہیں مثلاً کبوتر، گھوڑا، ہاتھی اور کچھ جنگلی زندگی بسر کرتے ہیں، جیسے شہد کی مکھی، زرافہ، ہرن اور شتر مرغ۔ درندوں میں ایسے درندوں کا ذکر ہے جو اپنی قوت اور جارحانہ صفات کے لئے ممتاز ہیں مثلاً شیر، تیندوا، ریچھ، نیل گائے۔ گوشت خور جانوروں میں ایسے جانوروں کا ذکر ہے جو چالاکی اور بعض حیرت انگیز خصائص کے حامل ہیں جیسے لومڑی، بجو، وزغ (جنگلی چھپکلی) کیڑے مکوڑوں میں ایسے کیڑوں کا ذکر ہے جو سمجھ بوجھ یا ایذا رسانی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً چیونٹی، نیولا، سانپ، بچھو۔ ان جانوروں میں جو جانور جس قدر انسان سے قریب ہے یا جتنا زیادہ اس کے استعمال میں آتا ہے، یا جس قدر اپنی خصائص کے اعتبار سے محیر ہے، اتنا ہی اس کا ذکر زیادہ مفصل کیا گیا ہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مصنف نے جانوروں کے انتخاب میں فائدہ اور قرب انسانی سے زیادہ ان کی مابہ الامتیاز حیثیت کو ملحوظ رکھا ہے، اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ پالتو جانوروں میں بکری، اونٹ، گائے، بھینس اور گدھے کا ذکر بہت کم ہے، اس کے برخلاف کتے، کبوتر، مرغی کا ذکر نہایت تفصیل سے ہوا ہے۔ ایک بات اور سمجھ لینا چاہئے اور وہ یہ کہ مصنف کے دائرۂ بیان میں صرف وہ جانور ہیں جن کے بارے میں اس کو اپنے مشاہدہ یا دوسروں کے تجربات سے علم ہو سکا ہے۔ کتاب میں کتے اور کبوتر پر سب سے زیادہ تفصیلی بحث کی گئی ہے اس کی وجہ صرف یہی نہیں کہ ان کے بارے میں معلومات زیادہ فراہم تھیں بلکہ یہ بھی ہے کہ کتا وفاداری و خود فراموشی کی مثالِ اعلیٰ ہے اور کبوتر کو پیغام

رسائی کی محیر عقل صلاحیت خالق نے عطا کی ہے ۔ کتے کی نجاست اور اس کو مارنے کی تائید میں جو آثار رسول اللہ کے وقت سے مشہور تھیں ان سب کو بیان کیا ہے پھر اُن عقلی و نقلی دلیلوں کو تفصیل سے پیش کیا ہے جو کتے کی خوبیوں اور فوائد پر ماہرین اور خود مصنف کے پاس موجود تھیں ، ان حدیثوں کو جو قتل کلاب کی مؤکد ہیں صحیح مانتے ہوئے مصنف نے اُن عوامل ومحرکات کی کھوج کی ہے اور خوب کی ہے جن کی بنا پر رسول اللہ نے کتوں کی مخالفت کی اور یہ ثابت کیا ہے کہ امتناعی حکم کی وجہ خاص تھی اور جب یہ وجہ نہ پائی جائے تو حکم امتناعی بھی منسوخ ہو جانا چاہیئے میں آگے حکم امتناعی پر مصنف کی رائے زیادہ وضاحت سے پیش کروں گا ۔

۴ ۔ مصنف نے جانوروں کے خصائص ، طور طریق ، فراست اور نفسیات کے ساتھ بہت سا ایسا مواد بھی جمع کیا ہے جو ان کی قدرتی زندگی اور رہنے سہنے کے ڈھنگ سے متعلق ہے مثلاً وہ بتاتا ہے کہ پرندہ انڈے دیتا ہے یا بچے ، نیز یہ کہ اگر انڈے دیتا ہے تو ان کی تعداد کیا ہوتی ہے ، ان کو کتنے دن سینا ہوتا ہے ، آیا نر اور مادین دونوں سیتے ہیں ، یا کوئی ایک اور اگر دونوں سیتے ہیں تو زیادہ کون سیتا ہے ، انڈے سے بچے کتنے دن میں نکلتے ہیں ، پھر اُڑنے کے لائق ہونے تک کس طرح ماں باپ ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں ، کس طرح کھلاتے ہیں ، اور پرواز کی مشق کراتے ہیں ، مختلف پرندوں کی غذا کیا ہوتی ہے ، ایک ہی قسم کے جانور کس کس نوع کی غذا کھا لیتے ہیں ، کتنی دفعہ اور سال کے کس موسم میں انڈے نکلتے ہیں ، نر و مادین کا جنسی میلان کس پایہ کا ہوتا ہے ، ان کی عمر کتنی ہوتی ہے ، اگر جانور کے بچہ ہوتا ہے تو اس کا زمانۂ حمل کتنا ہے ، بچوں کی تعداد کیا ہوتی ہے ، اور سال میں کتنی بار ہوتے ہیں ، حمل کے زمانہ میں مادہ کا طرز عمل کیا رہتا ہے اور وضع حمل کے بعد کیا ، بچہ ہونے کے بعد دودھ کتنے دن میں اُترتا ہے اور کس طرح اترتا ہے ، نیز یہ کہ جانوروں کے دودھ میں کس قسم کا فرق ہوتا ہے ۔ مصنف یہ بھی بتاتا

ہے کہ کون سے پرندے دوسری صنف کے انڈے سے لیتے ہیں اور کون سا چوپایہ دوسری صنف کے چوپایہ سے جنسی فعل کر لیتا ہے۔ مصنف نے بعض جانوروں کے جسموں اور پیروں کی ساخت کا بھی ذکر کیا ہے، اور عمدہ قسم کے کتّوں کی پہچان اور قسمیں بتائی ہیں، ان میں جو شریف دریاض اور جو لئیم طبیعت ہوتے ہیں ان کی بھی نشان دہی کی ہے، جانوروں کے پسینہ، قے، پیشاب، جلد کی بو پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ بعض جانوروں مثلاً کبوتر، کتا اور ہاتھی کی بیماریوں، بیماریوں کے اسباب اور علاج کا بھی ذکر کیا ہے، یہ بھی بتایا ہے کہ بعض جانوروں کے گوشت یا ان کی راکھ یا پاخانہ سے کن انسانی امراض کو فائدہ ہوا ہے۔ بعض جانوروں کے خصی کرنے پر بھی مصنف نے روشنی ڈالی ہے، رسول اللہ، صحابہ اور تابعین کی خصی کرنے سے متعلق آراء پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔ مصنف یہ بھی بتاتا ہے کہ جانور کن اعضا کو دفاع یا حملہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کتاب میں چند ایسے جانوروں کی بھی تصریح ہے جو بیٹ یا گوز کے ذریعہ مدافعت کرتے ہیں، جانوروں کی باہمی عداوت پر بھی مصنف نے تحقیق کی ہے اور بتایا ہے کہ کون سا جانور کس جانور کا دشمن ہوتا ہے، اور کون سے جانور باہم رواداری سے پیش آتے ہیں، مصنف نے مختلف جانوروں کے اعضائے تناسل کے عربی نام بھی الگ الگ گنا دئے ہیں اور ہزل کے موڈ میں آ کر ایسے قصے بھی بیان کئے ہیں جن میں آدمی، کتوں، بکریوں اور بعض دیگر جانوروں سے ہم صحبت نظر آتا ہے۔

(الف) ذکرِ حیوان کے چند دلچسپ نمونے

۵ - حَمام (حمام کا اطلاق مصنّف نے متعدد پرندوں مثلاً شہری و جنگلی اور پہاڑی اور چھوٹی بڑی فاختہ پر کیا ہے) حمام آٹھ ماہ انڈے دیتا ہے، اگر اس کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تو پورے سال دینا رہتا ہے، مُرغی دس ماہ انڈے دیتی ہے، بعض مرغیاں بڑی ہوتی ہیں اور بڑے انڈے دیتی ہیں اور بہت کم سیتی ہیں، بعض پالتو مرغیاں ایک دن میں

دو دو انڈے دیتی ہیں، ایسی مرغیاں بھی ہوتی ہیں جو زیادہ انڈے دینے سے مرجاتی ہیں۔ خُطّاف (ابابیل) سال میں صرف دو بار انڈے دیتی ہے اور اپنا گھونسلہ مضبوط اور اونچی جگہ بناتی ہے۔ کبوتر، فاختہ، اطرغلات؛ اور برمی کبوتر سال میں دو بار انڈے دیتے ہیں۔ گھریلو کبوتر دس بار۔ قبج (کبک) اور تیتر اونچی گھنی گھاس میں انڈے دیتے ہیں، جب پرندہ انڈے دیتا ہے تو انڈہ نُکیلے حصّہ سے نہیں نکلتا بلکہ موٹی طرف سے باہر آتا ہے، نُکیلے سرے والے لمبے انڈے میں مادہ ہوتی ہے اور گولائی لئے ہوئے موٹے سرے میں نر۔ جب انڈا نکلتا ہے تو اس کا چھلکا نرم اور تر ہوتا ہے جو انڈے ہوا سے پیدا ہوتے ہیں چھوٹے اور نازک ہوتے ہیں اور کھانے میں دوسرے انڈوں سے زیادہ لذیذ۔ جن پرندوں کے پیٹ میں انڈے کا بیج ہوا سے پیدا ہوتا ہے وہ ہیں مرغی، قبج (کبک) شہری کبوتر، فاختہ، مور اور بطخ انڈے سینا پرندہ اور انڈے کی صحت کے لئے مفید ہوتا ہے اسی طرح بچے پر بیٹھنے سے پرندہ اور بچہ کے جسم کو فائدہ ہوتا ہے۔ کبھی بچوں پر بیٹھنے سے مرغی مر بھی جاتی ہے۔ گرمی میں سینے سے جاڑے کی نسبت بچے جلد نکل آتے ہیں اس لئے گرمی میں مرغی پندرہ دن انڈے سیتی ہے، سینے کے دوران میں بادل آجانے، یا گرج چمک سے انڈے خراب ہوجاتے ہیں، گرمی کے موسم میں بالعموم انڈے زیادہ خراب اور بچے زیادہ ہلاک ہوتے ہیں۔ زیادہ تر جنوبی ہواؤں سے انڈے خراب ہوتے ہیں، اس لئے ابن الجہم صرف اُس زمانہ میں اپنی عورتوں سے ہم صحبت ہوتا تھا جب شمالی ہوا چلتی تھی۔ کچھ لوگ ہوا سے پیدا ہونے والے انڈے کو جنوبی ہوا کا انڈا کہتے ہیں، کیوں کہ بعض پرندے اپنے پیٹ میں ہوا لے لیتے ہیں، کبھی خرابی کے باوجود ہوائی انڈے سے بچہ پیدا ہوجاتا ہے، لیکن اس کا رنگ متغیر ہوتا ہے۔ اگر دوسری صنف کا طائر کسی مادہ سے ہم صحبت ہو تو بچہ کی شکل وصورت بدل جاتی ہے۔ اور یہ شکلی فرق مرغی کے بچوں میں زیادہ عام ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ انڈے چار طرح وجود میں آتے ہیں:۔ (۱) نر اور مادہ کے ملنے سے۔ (۲) خاص اوقات میں چلنے والی ہواؤں سے۔ (۳) اس

ہوا ہے جو خاص اوقات میں نر سے ٹکراتی ہوئی مادہ کی طرف جاتی ہے۔ (مصنف نے چوتھی قسم کا ذکر نہیں کیا) ......"

"کبوتر جب ہم صحبت ہوتا ہے تو پر کھلاتا ہے، دُم ہلاتا ہے اور بازو پھڑپھڑاتا ہے۔ مرغی کا انڈا دس دن میں تیار ہوتا ہے، کبوتر کا انڈا اس سے کم مدت میں۔ کبوتری کبھی معیاد سے زیادہ پیٹ میں انڈا روکے رہتی ہے، ایسا کسی ضرورت کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً گھونسلہ پر کوئی حادثہ آجائے، یا خود اس کی طبیعت خراب ہو، یا بادل گرج رہے ہوں۔

...... صرف کبوتر اور انسان چومتے ہیں، بوڑھا ہونے پر کبوتر یہ عمل چھوڑ دیتا ہے، عام لوگوں کا خیال ہے کہ کوّے نر اور مادہ کا ایک دوسرے کو چونچ سے کھلانا جنسی اتصال ہے، مگر ماہرین حیوانات اس رائے سے متفق نہیں ہیں، کبوتر اور کبوتری جب ہم صحبت ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو چومتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ایسے جنسی اتصال سے انڈا تو پیدا ہوتا ہے لیکن ایسے انڈے سے بچہ نہیں ہوتا...... تین دن رات کے بعد انڈے میں بچہ بن جاتا ہے، ایسا جوان مرغی کے انڈوں میں ہوتا ہے، عمر رسیدہ مُرغی کا بچہ زیادہ دن میں بنتا ہے، اس وقت انڈے کی نکیلی طرف کے بالائی حصہ میں زردی آچکی ہوتی ہے اور انڈے کی سفیدی میں خون کا ایک نقطہ بن چکا ہوتا ہے اور یہ نقطہ پھڑکتا رہتا ہے، بچہ کا جسم سفیدی سے بنتا ہے، اور زردی سے وہ غذا لیتا ہے اور دس دن میں اُس کی جسمانی ساخت پوری ہوجاتی ہے، بچہ کا سر باقی جسم سے بڑا ہوتا ہے، ہمارے ایک ثقہ ہم مسلک عالم کا قول ہے کہ بعض مرغیوں کے انڈوں میں دو دو زردیاں ہوتی ہیں...... کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کبوتری اور اس سے ملتے جلتے پرندے تین تین انڈے دیتے ہیں، اطرغلات اور فاختائیں دو دو انڈے دیتی ہیں اور اگر تین دے دیں تو بچے صرف دو سے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض پرندے پورا سال گذرنے پر انڈے دیتے ہیں، کبوتری کا ایک بچہ نر اور دوسرا عام طور پر مادہ ہوتا ہے، اس کا پہلا انڈا نر کا ہوتا ہے، اس کے بعد ایک دن رات بیٹھتی ہے تو

دوسرا انڈا نکلتا ہے، انڈوں کو سترہ سے بیس دن تک موسمی حالت کے بموجب سیتی ہے، کبوتری انڈے پر اور کبوتر بچے پر بہت مہربان ہوتا ہے۔ وہ سارے پرندے جو گوشت خور ہیں، ان کے بارے میں یہی معلوم ہو سکا ہے کہ سال میں ایک بار انڈے بچے دیتے ہیں، البتہ خُطّاف (ابابیل) دو بار انڈے دیتی ہے۔ عقاب تین انڈے دیتا ہے جن سے دو بچے نکلتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ صرف دو انڈے سیتا ہے، بعض کہتے ہیں سیتا تینوں ہے اور بچے بھی تین نکلتے ہیں مگر پرورش کے بار سے بچنے کے لئے ایک بچہ پھینک دیتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ عقاب لئیم طبیعت پرندہ ہے اور پرورش اچھی نہیں کر سکتا، اگر بچوں کی ماں ایثار سے کام نہ لے تو وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہی رائے عُقعُق (ایک قسم کی مینا) کے بارے میں ہے جو اپنے بچے ہلاک کر دیتی ہے چنانچہ مثل مشہور ہے اَحمقُ من عُقعُق۔ جس طرح یہ مثل ہے: اَحذَرُ من عقعق۔ عقاب کے بچوں کو مُکلّفہ (جس کو کاسرُ العظام بھی کہتے ہیں) اپنا لیتا ہے اور ان کی پرورش کرتا ہے۔ عقاب تیس دن تک انڈے سیتا ہے اور یہی حال ہے بڑے جسم والے پرندوں کا جیسے بطخ۔ درمیانی جسامت کے پرندے بیس دن سیتے ہیں، جیسے چیل، اور کئی قسم کے باز۔ چیل کے دو انڈے ہوتے ہیں، کبھی تین انڈے بھی دیتی ہے اور ان سے تین بچے نکلتے ہیں۔ وہ سب پرندے جن کے پنجے ٹیڑھے ہوتے ہیں بچوں کے قابلِ پرواز ہوتے ہی گھونسلہ سے نکال دیتے ہیں، صرف گدھ ایسا پرندہ ہے جو بال و پر والے بچوں کے ساتھ بھی لطف سے پیش آتا ہے اور گھونسلہ سے نہیں نکالتا..... کوے کی مادہ سیتی ہے اور نر غذا لا کر اس کو کھلاتا ہے..... مور کے پر بیت جھڑ شروع ہوتے ہی گرنے لگتے ہیں اور جب درختوں میں نئے پتے آتے ہیں تو اس کے بھی نئے پر نکل آتے ہیں۔"

(ب) کبوتر

کبوتر کی فضیلت اور قدر و قیمت کا یہ حال ہے کہ کبوتر پانچ سو دینار (تقریباً

ڈھائی ہزار روپیے) میں بکتا ہے، اتنی قیمت نہ باز کی ہوتی ہے، نہ شاہین کی، نہ شکرہ اور عقاب کی، نہ مور اور تدرج کی، نہ مرغ کی، نہ اونٹ کی، نہ گدھے خچر کی اور اگر ہم معلوم کرنا چاہیں کہ کوئی پانچ سو دینار میں فروخت ہوا ہو تو اس کی سند چاہے ترت قصوں میں مل جائے دنیائے حقیقت میں کہیں نہ ملے گی، اس کے برخلاف اگر ایسے کبوتر کی قیمت معلوم کرنا ہو جسنے بازی جیتی ہو اور بغداد یا بصرہ کے بازار میں جاکر تحقیق کرو تو بآسانی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے کبوتر کا نر بچہ بیس یا زیادہ دینار میں بکتا ہے اور مادہ بچہ دس یا زیادہ دینار میں اور انڈا پانچ دینار میں اس طرح ایسے کبوتر کا جوڑا ایک جائداد کے مساوی ہوتا ہے جس سے خاندان کے خرچ کے علاوہ قرض بھی ادا ہو جائے اور جس کی آمدنی سے گھر، باغ اور دکانیں خریدی جاسکتی ہیں ...... کبوتر کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ راہ نہیں بھولتا اور اگر بھول جائے تو بڑی خوبی سے ڈھونڈھ لیتا ہے، وہ کتنا ہی دور کیوں نہ چلا جائے مگر اس کا دل وطن، گھر اور مالک میں لگا رہتا ہے، سپرد کئے ہوئے کام کو خوب یاد رکھتا ہے اور بڑی تن دہی سے اس کو انجام دیتا ہے..... اگر کبوتر کو رات میں پیام بری کے مشن پر بھیجا جائے تو وہ ستاروں سے راہ معلوم کرتا ہے، کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ فرات اور دجلہ کی رہ گذر پر اڑتا رہتا ہے یا اُن وادیوں کو زیر پرواز رکھتا ہے جن سے ہو کر وہ کبھی پہلے گذرا ہے وہ پانی اور پانی کے بہاؤ کی سمت کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور زیادہ اڑنے کے بعد اگر وہ فرات یا دجلہ پر آنکلتا ہے تو اس کو سمجھنے میں ذرا دقت نہیں ہوتی کہ اس کا اور پانی کا راستہ ایک ہے اور یہ کہ جدھر پانی کا رُخ ہے اُسی طرف اس کو جانا چاہیئے، کبھی وادیوں کی مدد سے اس کو صحیح سمت کا اندازہ نہیں ہوتا تو وہ فضا اور راستوں سے اندازہ لگاتا ہے، اگر اس کو یہ معلوم کرنا ہو کہ وہ چڑھ رہا ہے یا اُتر رہا ہے تو ہوا یا سورج کی آسمان پر پوزیشن کے ذریعہ یہ علم حاصل کرتا ہے، یہ سب کبوتر کو اس وقت کرنا پڑتا ہے جب کوئی دوسری واضح علامت راہ پہچاننے کی نہ ہو۔

کبوتر مانوس پرندہ ہے مگر نامبارک اور آفتوں سے گھرا ہوا، اس کے دشمن بہت ہیں، شکاری پرندے بری طرح اس کی فکر میں رہتے ہیں، شکاری پرندوں میں شاہین سے بے انتہا ڈرتا ہے اور گو کہ شاہین اور سارے شکاری پرندوں سے تیز تر اڑتا ہے، تاہم خوف اس کے اوسان خطا کر دیتا ہے اور وہ نجات کی راہ بھول جاتا ہے۔ شکاری جانوروں سے تیز تر اڑنے کے باوجود اس میں وہ چستی اترنے چڑھنے اور جھپٹنے کی وہ پھرتی نہیں ہوتی جو ان میں موجود ہے اسی وجہ سے ان کے مقابلہ میں زک کھاتا ہے، شکاری پرندے چٹان کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں[1]

(ج) سانپ

سانپ کی بے وقت موت کے تین سبب ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اونٹ یا بکری کے ریوڑ اس جگہ سے گذریں جہاں یہ ابتدائی جاڑے میں دھوپ سینکنے پڑا ہو، یا گرمی کے موسم میں رات کے وقت ہوا کھا رہا ہو یا غذا کی تلاش میں بل سے نکلا ہوا ہو۔ دوسرے یہ کہ پہاڑی بکری، سیہی یا ورل کی زد میں آجائے، یہ تینوں اس کی جان کے گاہک ہیں اور اس کو دبا لیتے ہیں، سور بھی اس کو کھا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ سپیرے اس کو پکڑ لیں سپیرے کے قبضے میں آنے کے بعد وہ جلد مر جاتا ہے۔ اگر اس پر آفت نہ آئے تو بہت دن جیتا ہے۔ بڑھاپے میں جب جسمانی رطوبت ختم اور حرارت کم ہو جاتی ہے تو وہ غذا سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور صرف ہوا کھا کر زندہ رہتا ہے، بل سخت اور ابھری ہوئی زمین میں بناتا ہے، نرم مٹی میں بل کے گرنے اور نشیبی زمین میں پانی سے بہنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس کی ایک حیرت انگیز خصوصیت یہ ہے کہ اس کے دو عضو تناسل ہوتے ہیں جس طرح ضبّہ (گوہ) کے دو شرمگاہیں ہوتی ہیں[2]

---

[1] کتاب الحیوان ۳/ ۵۲، ۵۵، ۶۵، ۶۶، ۶۷ [2] کتاب الحیوان ۶/ ۱۶ - ۱۷